# حضرت سیّد شاہ قبول اولیاءؒ

کے حالات زندگی کے بارے میں ایک قدیم نایاب کتاب

## (مؤلف: آقائے ابوالکیف کیفی سرحدی مرحوم)

شائع شدہ: ۲۰ فروری ۱۹۴۸ء

طالب دعا: غلام کبریا خاکی ۔ اسلام آباد (پاکستان) ۲ فروری ۲۰۱۳ء

www.shahqabool.webs.com

# سیدنا سائیں بو رحمۃ اللہ علیہ

ابوالکیف کیفی سرحدی

نہ سمجھ کہ بے حقیقت ہے یہ فقر کا فسانہ
تجھے کیا خبر کہ کیا ہے نگہہ قلندرانہ

# سید شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ

اس آئینہ میں اس مجاہد خدا کی پاکیزہ زندگی کے چند نقوش پیش کئے گئے ہیں جس نے عرب سے چل کر سندھ۔ پنجاب۔ کشمیر۔ سرحد اور افغانستان میں خدا کے دین کا ڈنکا بجاتے ہوئے لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت کا سکّہ بٹھایا

## ابو الکیف کیفی سرحدی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

بار اوّل — پانچہزار    قیمت فی جلد — ایک روپیہ چار آنہ
مجلّد — دو روپے

ملنے کا پتہ کیفی برادرس پشاور (پاکستان)



# انتساب

اپنے معزز دوست

## آنریبل سردار عبدالرب خان نشتر

وزیر مواصلات - مرکزی حکومت - پاکستان

کے نام

جنہیں سیاست - ادب اور طریقت میں

شایانِ شان درجہ حاصل ہے

ابوالکیف کیفی سی حیدری

# دیباچہ

با خدا اگر بُت تراشی کعبہ ہم سنگ آورد
بے خُدا اگر کعبہ سازی بُت زتو ننگ آورد

گذشتہ زمانہ کے اکثر لمحاتِ زندگی کی یاد بھی یادِ شیریں سے کم نہیں ہوتی۔ اور پھر خصوصاً عمر کا وہ حصّہ جیسے شباب کی بہاریں احاطہ کی ہوئی ہوں کیونکر فراموش کیا جا سکتا ہے۔ محبّت۔ آرزو۔ اُلفت۔ جوانی۔ ولولے اور حسرت یہی تو میکدۂ حیات کی دو آتشہ اور سہ آتشہ شرابیں تھیں جن کا اثر طبیعت میں اب بھی موجود ہے۔ اُس پاکیزہ ماحول کی بہار آفریں فضاؤں کا تصوّر آج بھی میری رُوحانی زندگی کا سرمایہ ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے زندگی کے خطرناک سفر میں ایسے سالکان باصفا کے سلوک کی برکتیں نصیب ہوئیں جن کی ہم رکابی پر رُوحانی منازل کے شاہسوار بھی فخر کرتے ہیں۔

یادش بخیر حضرت آقہ پیر میر سیدشاہ رحمتہ اللہ علیہ اُن رُوحانی محافل

کے وہ روشن چراغ تھے۔جن کی تابانیوں سے سارے ماحول کی تیرہ بختی کافور ہوئی۔آپ کی انجمن آرائی اِن آنکھوں سے پُوچھئے جن کی نگاہیں مدتوں اس شمعِ حقیقت کا پروانہ وار طواف کرتی رہیں۔اہلِ نظر۔اہلِ درد۔اہلِ ذوق اور اہلِ علم ستاروں کی طرح اِس ماہتابِ فضیلت کے گرد ہر وقت جمع رہتے اور آج دربارِ شاہ قبول میں آپ اپنی یادگار کا ایک ایسا اَن مِٹ نقش چھوڑ گئے ہیں۔جو جلتی دُنیا تک اپنے دوام کی حقیقت کا مظہر رہے گا۔

ایک روز آپ نے بھری محفل میں مجھے حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کا ایک منظوم قلمی نسخہ مرحمت فرماتے ہوئے یہ خواہش فرمائی کہ اِسے نثر کا جامہ پہنا دیا جائے۔اِس محفلِ علم میں میرے لئے اِس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی تھی کہ اہم ترین کارِ مقدس کے لئے مجھ ایسے ہیچ میرز و ہیچ مداں کو نظرِ انتخاب کا شرف حاصل ہُوا۔چنانچہ سراپائے ادب نے دستِ شوق دراز کرتے ہوئے اُس گنجینۂ برکت کو سنبھالا۔دِل کی آنکھوں نے بوسہ دیا اور ہاتف سے نِدا آئی کہ

"کیفی یہی تیرا ذریعۂ نجات ہے"

چنانچہ کئی ماہ کی سعئ پیہم اور جہدِ مسلسل کے بعد جب دماغی کاوشوں کا یہ مرقع مکمل ہُوا۔تو آپ نے یکایک مختصر سی علالت کے بعد وصال فرمایا۔اِس حادثۂ جانکاہ کے بعد میری تمام علمی سرگرمیاں سرد پڑ گئیں۔اور ایک



عرصۂ دراز تک میری محنت کا بستہ بستہ رہا۔ہر چند کہ اس عرصہ میں حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ کے مُریدانِ خاص نے مجھے مُلک کے ہر گوشے سے اُس کی اشاعت کے لئے بذریعہ خطوط مجبور کیا۔مگر بے قرار طبیعت کو قرار نہ ملنے کے باعث جواب دینے کی بھی تاب نصیب نہ ہو سکی۔

آخر ایک طویل مُدت کے بعد آپ کے جانشینانِ باتمکین کے ذوقِ سلیم نے میری کوششوں کو بار آور ہونے کا موقع نصیب فرمایا۔ہر چند کہ اصل نسخہ کی اشاعت بوجہ ضخامت اِس دور میں بہت مشکل ہے تاہم اس کا خُلاصہ جامع الفاظ میں وابستگانِ حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ کے لئے رُوحانی تسکین کا باعث ہوگا۔

مَیں اپنے مخلص دوست جناب غلام مصطفےٰ خاں خاکی کا تہِ دل سے ممنون ہُوں۔جو اکثر قیمتی مشوروں سے مجھے نوازتے رہے۔نیز آقہ سیّد میر محمد علی شاہ صاحب سجادہ نشین و گورنمنٹ معافی دار درگاہ حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ و آپکے برادرانِ صغیر آقہ سیّد قاسم علی شاہ صاحب و آقہ سیّد حسن علی شاہ صاحب و آقہ سیّد حسین علی شاہ صاحب و آقہ سیّد اسد علی شاہ صاحب کا خاص طور سے سپاس گذار ہُوں جن کی دُعاؤں کی برکت سے خداوندِ بزرگ و برتر نے مجھے یہ سعادت نصیب فرمائی +

ابوالکیف کیفی سرحدی

۲۰ فروری ۱۹۴۸ء

# مقدّمہ

از

## آنریبل ملک خدا بخش خان بی اے، ایل ایل بی
## اڈیشنل جوڈیشل کمشنر شمال مغربی صوبہ سرحد (پاکستان)

حضرت شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں مجھے سلف صالح کی سیرت کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ نہ صرف صاحبِ ذکر و فکر تھے۔ بلکہ تبلیغ اسلام آپکا شیوہ تھا۔ آپ کی ساعیٔ جمیلہ کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ آپ کی آزاد طبیعت مقام کی خوگر نہ تھی۔ بلکہ آپ قرآنِ حکیم کے احکام کی روشنی میں سیروا فی الارض کے مسلک پر گامزن تھے۔ بحر و بر میں آپ شمعِ ہدایت ہاتھ میں لے کر قیدِ موسم اور وطن سے آزاد رہے۔ کیفی صاحب کی ہمت قابلِ تحسین ہے۔ کہ انھوں نے حضرت شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح حیات سے پبلک کو روشناس کیا۔ اگرچہ کیفی صاحب نے بعض ناگزیر وجوہ سے اختصار سے کام لیا ہے۔ تاہم آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ صاحبانِ طریقت کو تبلیغ و اشاعت اسلام کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کافی ہے

---

ڈنکا بجا دیا میرے اللہ کے نام کا
سرحد یہ کس قدر ہے یہ احسانِ شاہ مقبولؒ

# نقوش


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ———— ۱۷
ظہور ———— ۱۸
تائیدِ غیبی ———— ۱۹
ہجرت ———— ۲۰
بیعت ———— ۲۱
خدمت ———— ۲۲
خلافت ———— ۲۳
تبلیغِ اسلام ———— ۲۵
بجورہ شریف ———— ۲۶
تاثیرِ دعا ———— ۲۷
داتا دیوانؒ ———— ۲۹
فنا فی الشیخ ———— ۳۱
پشاور میں ورودِ مسعود ———— ۳۲
ایک عجیب واقعہ ———— ۳۳
برکات ———— ۳۵
حضرت شیخ عبدالسلام باباؒ ———— ۳۶
وصال ———— ۳۷
خوبیٔ قسمت ———— ۳۸
حضور کے جانشین ———— ۳۹

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس طرح کسی پُربہار گلشن کی نظر فریب رنگینیوں اور دل کش رعنائیوں کو دیکھ کر ایک مصوّرِ فطرت اس کی تصویر دل پذیر صفحۂ قرطاس پر کھینچے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اُسی طرح ایک اہلِ قلم کا خاموش رہنا بھی غیر ممکن ہے۔ جبکہ وہ سرحد میں اسلام کا لازوال عُروج اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اور محسنِ سرحد۔ مجاہدِ اسلام۔ حضرت سیّد شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی کے رُوح پرور کارناموں کا ایک غیر فانی مرقّع اہلِ عالم کے سامنے پیش نہ کرے۔

جویانِ حقیقت نے ان ہی مرقعوں سے اکثر ہدایت کے نقوش پاکر قُربِ الٰہی حاصل کیا ہے۔ یہی وہ شمعیں ہیں جن سے دل کی ظُلمتیں کافور ہوتی ہیں۔ اور یہی وہ درس ہے۔ جس سے زبان کو فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ کی چاشنی نصیب ہوتی ہے

---

# ظہور

پیامِ جاں ہے سراپا بیانِ شاہ قبولؒ
سنو سنو تو ذرا داستانِ شاہ قبولؒ

سنہ ۱۱۱۱ء ہجری کا وہ مبارک سال ہے۔ جبکہ دُنیائے اسلام کے آفتاب حضرت سیّد شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تابانیوں سے نہ صرف جزیرۃُ العرب میں سیّد عبدُاللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدہ فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کو منوّر کیا۔ بلکہ تمام گرد و پیش کو بھی یکایک جگمگا دیا

آپ حضرت محبُوب سبحانیؒ کے فرزند چہارم حضرت عبدالرزاقؒ کی اولاد سے ہیں۔ اور خاندانی عظمت و شرافت اور علمی فضیلت کے پیشِ نظر آپ کی پرورش علم و حکمت۔ عرفان و حقیقت کی آغوش میں ہوئی۔ طبع حق شناس نے بہت جلد آپ کو منزل سے آگاہ کر دیا تھا۔ اِس لئے آپ اسرارِ الٰہی کے بحرِ ناپیداکنار میں گوہرِ مُراد کو پانے کے لئے اپنے وطن کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنے پر مجبُور ہو گئے ۔



# تائیدِ غیبی

ہر چند کہ محبّت پدری اور اُلفت مادری اس راہ میں حائل تھیں۔ مگر تائیدِ غیبی آپ کے ساتھ تھی۔ اِس لئے آپ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گئے۔ والدین کی حقیقت بین نگاہوں کے سامنے شمعِ ولایت کی وہ نُور پاشیاں تھیں۔ جنہیں سندھ۔ پنجاب کشمیر۔ سرحد اور افغانستان میں کُفر کی ظُلمتوں کو کافور کرنا تھا ۔

---

# ہجرت

چنانچہ اللہ کا نام لے کر آپ عازمِ ہند ہوئے۔ بحری سفر میں جو سہولتیں اب ہیں۔ تب نہ تھیں۔ بسا اوقات مسافر اپنی آرزوئیں دل ہی میں لئے سمندر کی عمیق تہ میں لقمۂ اجل ہو کر رہ جاتے تھے۔ غرضیکہ صبر آزما صعوبتوں کو مردانہ وار برداشت کرتے ہوئے آپ نے بحری سفر ختم کیا اور کراچی کی سرزمین کو شرفِ نزول بخشا۔

اگرچہ بحری سفر کی تکالیف سے آپ کی طبیعت علیل ہو گئی تھی۔ مگر کشتیٔ اسلام کے اِس ناخدا کو اسلام کی تبلیغ کے بغیر ایک لمحہ چین نہیں آتا تھا۔ آپ کتاب و سنت کی متابعت کے پیشِ نظر اپنی روحانی کشش سے فوراً ہی مرجع خلائق بن گئے۔ آپ کی بے قرار اور متلاشی طبیعت نے کسی ایک مقام پر آپ کو سکون لینے نہ دیا۔ لہٰذا آپ نے اب ہندوستان کے دشت و بیابان میں مطلوب حقیقی کی تلاش شروع کر دی ٭



# بیعت

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

اُس زمانہ میں سرزمین سندھ حضرت شاہ عنایت رحمۃ اللہ علیہ کی بوئے فقر سے معطر تھی۔ آپ صاحبِ تصرف تھے۔ اور دنیا آپ سے فیض یاب ہو رہی تھی۔ حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ بھی کشاں کشاں آپ کے حضور میں پہنچے۔ اور اُس چشمۂ فیض و کرم کی بہار دیکھ کر بیعت کا شرف حاصل کیا ٭

---

# خدمت

سروری در دینِ ما خدمت گری ست
عدلِ فاروقیؓ و فقرِ حیدریؓ ست

حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ کو لنگر خانے کی خدمت سپرد کی گئی۔ جس کے ساتھ ساتھ یادِ الٰہی کا سلسلہ بھی بدستور بڑھتا رہا۔ اور اس طرح ولایت کے شجر نے پھولنا اور پھلنا شروع کیا۔

---



# خلافت

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسمِ منزلہا

ایک روز حضرت شاہ عنایت رحمۃ اللہ علیہ شکار کو تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مشکیزۂ آب اور ایک قلچہ شیریں اپنے ساتھ رکھ لئے۔ شکار کی دوڑ دھوپ اور تمازتِ آفتاب کی وجہ سے حضرت شاہ عنایت رحمۃ اللہ علیہ کو پیاس محسوس ہوئی۔ آپ نے پانی طلب فرمایا۔ اس جنگل بے آب و گیاہ میں آب کہاں تھا۔ جو پیش کیا جاتا۔ ہم رکاب تلاشِ آب میں دوڑ پڑے۔ مگر حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی اپنا مشکیزۂ آب اور قلچہ پیش کئے۔ پیر کو مرید کی مستعدی پسند آئی۔ چنانچہ حسبِ ضرورت پانی اور قلچہ نوش فرما کر بقیہ حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ کو نوش کرنے کا حکم فرمایا۔

اس عمل نے حضرت شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ پہ کشف و باطن کے دَر کھول دیئے۔

جب اور لوگ کافی تگ و دو کے بعد ناکام واپس لوٹے۔ تو حضرت شاہ عنایت رحمتہ اللہ علیہ نے متبسّم ہو کر فرمایا۔

"شاہ قبول نے وہ رُتبہ حاصل کر لیا ہے جس کے وہ مستحق تھے۔ ہم نے آج تاجِ فقر اُن کے سر پر رکھ دیا ہے"

اور پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد عقیدت مندوں کے ایک جمِ غفیر میں اپنے دستِ مُبارک سے عمامۂ خلافت حضرت شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ کے زیبِ سر کرتے ہوُئے سینہ سے لگایا۔ اور اس طرح آپ کو وہ کچھ عطا فرمایا گیا جسے مادی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

حضرت شاہ عنایت رحمتہ اللہ علیہ نے ایک عصا عطا فرماتے ہوُئے حضرت شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ کو شمال مغرب کی طرف جانے کی ہدایت فرمائی۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جہاں یہ عصا ٹھیر جائے وہی آپ کا مسکن ہے ؁

---



# تبلیغِ اسلام

حضرت شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ بہ چشمِ پُرنم اپنے مرشد کامل حضرت شاہ عنایت رحمتہ اللہ علیہ سے رخصت ہو کر بہ طرف شمال ملتان سے ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے۔ کشمیر کے فلک بوس پہاڑوں اور دشوار گذار راستوں سے گذرتے ہوئے آپ ضلع ہزارہ میں وارد ہوئے۔ جہاں کی مسلمان آبادی آپ ہی کی تبلیغی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے ؁

---

# بھورہ شریف

آپ نے کوکلیا ندی کے متصل ویران جنگل میں ایک بلند ٹیلے پر قیام فرمایا۔ اِس جگہ ایک غار نما مسجد بنائی۔ اور ایک مُٹھی بھر جو اور کوزہ آب لے کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ یہ سلسلۂ عبادت برابر بارہ برس تک جاری رہا۔ اور اس طرح ایک غیر معروف دُور اُفتادہ غار کا ذرّہ ذرّہ آپ کی ضیا پاشیوں سے مُنوّر ہو گیا یہ غار اب بھی کوکلیا۔ تحصیل ہری پُور۔ ضلع ہزارہ میں موجود ہے اور بھورہ شریف کے نام سے مشہور ہے *

---



# تاثیرِ دُعا

عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ آپ نے خدمتِ خلق کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ رات کی تاریکی میں غار کے گرد و پیش کئی کوس کے اندر مساجد میں آپ نمازیوں کے لیئے پانی بھر آتے تھے۔ اور یہ عمل سب کے لیئے باعثِ حیرت و استعجاب تھا۔

چنانچہ براچہ خاندان کی ایک عمر رسیدہ بانجھ عورت نے اپنی ایک دِلی مُراد کی طلب میں اس شہنشاہِ فقر کو پانے کی کوشِش کی۔

ایک رات عشا کی نماز کے بعد وہ مسجد کے ایک کونے میں آ بیٹھی۔ اور اُس مجسمۂ خلق و عبادت کی راہ تکنے لگی۔ آدھی رات کے وقت اُسے ایک پیکرِ نُور دکھائی دیا۔ جس کے سر پر پانی کا گھڑا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ نُور کی لپٹوں میں وہ گھڑا ہوا میں معلّق ہے۔ چنانچہ وہ کانپتی ہوئی اُٹھی اور اُس گھڑے کی طرف ہاتھ پھیلائے۔ آپ نے گھڑے کو زمین پر رکھ دیا۔ اس عورت نے شرفِ قدمبوسی حاصل کرتے

ہوئے عرض کی۔ کہ یا حضرت یہ حاضرہ دولتِ اولاد سے محروم ہے آپ نے دُعا فرماتے ہُوئے اُسے رخصت کیا۔ اور خود اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

مُدّت مقررّہ کے بعد اُس بانجھ عورت کے ہاں خُدا کی مہربانی سے لڑکا پیدا ہُوا۔ مایُوس عورت اس مُسّرت افزا واقعہ سے جوان ہو گئی۔ تمام خاندان میں خُوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ آپ کی اِس زندہ کرامت کا چرچا گھر گھر ہونے لگا۔ اور چاروں طرف سے لوگ حضُور سے فیض یاب ہونے کے لئے دوڑ پڑے۔ آپ نے ہر ایک کو قرآن مجید کی روشنی میں درسِ اسلام دیا۔ اور اس طرح ہزاروں گمراہوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کے قابل بنا دیا۔

اسی عورت کی اَولاد سے موضع پیراں کلی (پیراں دا باندڑا) میں اب بھی ایک پُورا قبیلہ آباد ہے۔ جو خاندانِ شاہ قبولؒ کے نام سے مشہور ہے۔

جس غار میں آپ نے بندگی اور عبادت کی منازل طے کی تھیں۔ وہ آج بھی مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔ اور دُور دُور سے لوگ روحانی برکت حاصل کرنے کی غرض سے زیارت کو آتے ہیں ؞



# داتا دیوان رحمۃ اللہ علیہ

کچھ عرصہ کے بعد بھورہ شریف سے کوچ فرما کر آپ اٹک میں رونق افروز ہوئے۔

اِس جگہ ایک متموّل ہندو نوجوان آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ جس کا نام دیوان چند تھا۔ اس کا سینہ حق و صداقت کا متلاشی تھا۔ چنانچہ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہو کر اُس نے وہ کچھ پا لیا جس کے لئے وہ طبعی طور پر بے چین تھا۔ آپ اس نوجوان کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آئے اور اُس ذرّے کو آفتاب بنا کر آپ نے اپنی رُوحانی فیاّضی کی ایک زندہ مثال دُنیا میں چھوڑی۔

آپ نے اسی دیوان چند کو شیخ سعدی کے نام سے یاد فرما کر دولتِ اسلام اور شانِ فقر سے سرفراز فرمایا۔ یہی شیخ سعدی بعد ازاں عوام میں داتا دیوان کہلائے۔ شیخ سعدی نے بعد میں اپنی بندگی اور عبادت

نیز خوشنودئ مرشد کے صلہ میں خلیفہ کا رتبہ حاصل کیا۔ جنہیں پٹھوار (پنجاب) کے علاقہ میں خلقِ خدا کی ہدایت کے لئے مامور فرمایا گیا۔ چنانچہ سُکھو ضلع راولپنڈی میں آج بھی حضور کے فیض و کرم کا دریا جاری ہے جہاں داتا دیوان رحمتہ اللہ علیہ نے حضور کے خلیفہ کی حیثیت سے برسوں بندگانِ خدا کو توحیدِ الٰہی کا سبق پڑھایا۔

---



# فنا فی الشیخ

گو اک نگاہِ عام تھی ساقی کی ہم نشیں
اُس کیفِ سرمدی کا اثر کچھ نہ پوچھیئے

جب حضرت شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ اٹک سے روانہ ہو کر پشاور تشریف لائے۔ تو داتا دیوانؒ بھی حضور کے ہمراہ تھے۔ داتا دیوانؒ کے والدین نے ہر چند کہ انہیں روکنے کی کوشش کی۔ مگر انہیں کسی صورت بھی حضور کے بغیر چین حاصل نہ تھا۔ چنانچہ مجبوراً آپ کے والدین پشاور پہنچ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہ صد ادب ملتجی ہو کر داتا دیوان کو اپنے ہمراہ لے جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے بہ کمال شفقت داتا دیوان کو ان کے والدین کے ہمراہ رخصت فرمایا۔ داتا صاحب کے والدین نے اپنے مذہبی ہندو پیشواؤں کے ذریعے ان کے سر سے نشۂ توحید اتارنے کی انتہائی کوشش کی۔ مگر داتا صاحب پر جو اس وقت فنا فی الشیخ کے مقام پر تھے کوئی جنتر منتر نہ چل سکا۔ آخر ایک روز آپ موقع پاتے ہی اپنے روحانی مرکز کی طرف چل پڑے۔ لوگوں نے آپ کا پیچھا کیا۔ راستہ میں دریا حائل تھا۔ آپ یا اللہ کہہ کر سطحِ آب سے گزر گئے۔ اِس مشاہدہ نے آپ کے والدین اور دیگر تمام افراد کو مشرف بہ اسلام کیا۔ چنانچہ آج تک یہ لوگ پشت در پشت حضور کے حلقہ بگوش چلے آتے ہیں۔

# پشاور میں ورودِ مسعود

اٹک سے روانہ ہو کر جب حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ پشاور پہنچے۔ تو ایک بستی موسومہ ڈھگراں میں آپ کا عصا مبارک ٹھہر گیا۔ پیرِ کامل حضرت شاہ عنایت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادِ گرامی کے مطابق بھی آپ کی قیام گاہ تھی۔ چنانچہ اسی مقام کو آپ نے اپنا مسکن سمجھتے ہوئے قیام فرمایا۔

یہ بستی ایک ندی کے کنارہ پر واقع تھی جس کے دوسری طرف بہت دور شہر آباد تھا۔ اور درمیانی علاقہ جنگل کہلاتا تھا۔ جس میں خود رو درخت اور خاردار جھاڑیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

اِس مقام پر آپ کا ورود مسعود ۱۱۴۷ھ ہجری میں ہوا۔ مستقل قیام کے پیشِ نظر موجودہ حویلی ۲ ماہِ شوال ۱۱۴۹ھ ہجری میں تعمیر ہوئی۔ اور اس طرح اس غیر آباد خطہ نے آپ کے وجود مبارک سے حق و صداقت کی روشنی پائی ؎

---



# ایک عجیب واقعہ

نہ سمجھ کہ بے حقیقت ہے یہ فقر کا فسانہ
تجھے کیا خبر کہ کیا ہے نگہِ قلندرانہ

یوم ورود کا واقعہ ہے۔ کہ بستی میں بسلسلۂ شادی پلاؤ کی دیگیں پک رہی تھیں۔ اتفاق سے آپ کو آگ کی ضرورت ہوئی۔ آپ نے خادم کو آگ لانے کے لئے بھیجا۔ جشن شادی کے موقع پر فقیر کی کون سنتا ہے۔ چنانچہ آگ تو آگ ایک چنگاری تک بھی فقیر کو نہ مل سکی۔ آخر خادم خالی ہاتھ واپس لوٹا۔ آپ اس وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول تھے۔ خادم نے ادب سے اپنی ناکامی کا اظہار کیا۔ حضور نے نظر اٹھا کر فرمایا دیگوں میں کیا پک رہا ہے؟ خادم نے عرض کی "چاول"۔ حضور نے فرمایا "کیڑے ہیں کیڑے" اور پھر خاموش ہو گئے۔

ادھر جب مہمانوں کی ضیافت کے لئے دیگیں کھولی گئیں۔ تو چاولوں کی بجائے کیڑے پائے گئے۔ اہلِ بستی نے پشیمان ہو کر حضور

کی خدمت میں اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کیا۔ شانِ عفو کا دریا جوش میں آیا۔ کیڑوں نے دوبارہ چاولوں کی شکل اختیار کی۔ یہ کرامت دیکھ کر ساری بستی کے مرد و زن حضورؒ کے حلقۂ غلامی میں شامل ہو گئے۔ اور آج تک پشت در پشت حضورؒ کے حلقہ بگوش چلے آتے ہیں۔ چنانچہ جشن درود مسعود حضرت شاہ قبولی رحمتہ اللہ علیہ کی تقریب اسی واقعہ کی یادگار ہے۔ یہ جشن پشاور میں ہر سال اپریل کے مہینہ میں دھوم دھام سے منایا جاتا ہے ؂

---



# برکات

آپ کے قیام نے پشاور و اہلِ پشاور پر خیر و برکت کی راہیں کھول دیں۔ اور ہر طرف سے مشتاقانِ دید حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہونے لگے۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں گرد و پیش کے تمام مرد و زن کو اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ سرحد اور سرحد پار کی کوہستانی بستیوں میں آپ نے اپنے مبلغین بھیجے۔ اور دینِ اسلام کی اشاعت میں رات دن ایک کر کے سارے ملک میں خدا کے دین کا ڈنکا بجا دیا ؂

---

# حضرت شیخ عبدالسلام بابا رحمۃ اللہ علیہ

کوہستان میں حضرت شیخ عبدالسلام بابا رحمۃ اللہ علیہ حضور کے خلفا میں سے پہلے خلیفہ ہیں۔ جنھوں نے حضور کی ہدایت کے مطابق تمام کوہستان اور افغانستان میں خدا کے نام کو لوگوں کے دلوں پر نقش کیا۔ اور آج سرحد کے اکثر معتقد مسلمان خاندان حضور کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

---



# وصال

حضرت شاہ قبول رحمۃ اللہ علیہ نے پشاور میں ۴۳ برس تک مسلسل خلقِ خدا کو فیض یاب کرتے ہوئے ۱۱۸۱ سنہ ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ کے جسدِ مبارک کا تابوت آپ کی وصیت کے مطابق حویلی اور نشستگاہ کے قریب آپ کی دائمی خواب گاہ میں محفوظ کر دیا گیا جہاں آج بھی لاکھوں انسان حاضرِ درگاہ ہو کر حضور کی روحانی برکات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

---

# خوبیٔ قسمت

تقریباً دو سو برس کے بعد حضور کی تاریخ وفات لکھنے کی سعادت خداوندِ بزرگ و برتر نے میری قسمت میں لکھی تھی۔ چنانچہ ۱۱ فروری ۱۹۴۸ء کی صبح کو حسبِ معمول جب میں حضور کے سلام کے لئے آستانۂ مبارک پر حاضر ہوا تو بعض احباب نے فرمایا کہ آپ کو حضرت شاہ مقبول رحمۃ اللہ علیہ سے اچھی وابستگی ہے کہ ابھی تک حضور کی تاریخ وفات تک نہیں لکھی گئی۔ ایک لحظہ کی خاموشی کے بعد جب میں نے یہ مصرع احباب سے عرض کیا

ع ہوئے قبول مری بارگہہ میں شاہ قبولؒ

اور عدد شمار کئے تو ۱۱۸۱ھ حاصل ہوئے۔ ہر طرف تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوئیں۔ وہیں اس کا مصرعِ اولیٰ۔ ندا یہ عرش سے کیفی ہوئی بوقتِ وصال

لکھ کر روضۂ اطہر کی نذر کیا

ہر چند کہ احباب کو اس واقعہ سے ایک گونہ حیرت ہوئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضور کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے جس نے اس ذرے کو آفتاب بننے کا شرف بخشا

حضور کی تاریخ وفات کا مکمل شعر ملاحظہ فرمائیے ؎

ندا یہ عرش سے کیفی ہوئی بوقتِ وصال - ہوئے قبول مری بارگہہ میں شاہ قبولؒ

۱۱۸۱ھ



# حضور کے جانشین

حضور کے وصال کے بعد سیّد میر مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔ سیّد میر حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ۔ سیّد میر غلام رضا رحمۃ اللہ علیہ سیّد میر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ سیّد میر بزرگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آقا پیر میر سیّد شاہ رحمۃ اللہ علیہ یکے بعد دیگرے سجادہ نشینِ درگاہ ہوئے۔ یہ بزرگ اپنے اپنے وقت کے صاحبِ کشف و کمال تھے۔ جن کے عہدِ حیات میں لوگوں کو درسِ بندگی ملا ؛

# یہ مُرقّع

اور جناب ابوالکیف کیفی سرحدی کی دیگر تصانیف آپ مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل فرما سکتے ہیں:-

(۱) ناظم اعلےٰ جشن ورود مسعود حضرت شاہ قبول رحمتہ اللہ علیہ اندرون ڈبگری گیٹ - پشاور شہر

(۲) سرحد بک ایجنسی - قصّہ خوانی بازار - پشاور شہر

(۳) کیفی برادرس - قصّہ خوانی بازار - پشاور شہر

منظور عام برقی پریس پشاور میں بہ حُسنِ اہتمام جناب آفاق ظفر صاحب
یہ مُرقّع
زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر جویانِ حقیقت کی خدمت میں پیش ہوا
قاضی محمد صادق کاتب دفتر اخبار شہباز قصہ خوانی پشاور شہر

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

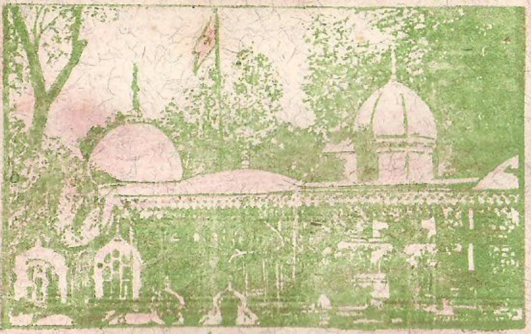

درگاہ حضرت شاہ قبول پشاور شہر